تحریک خلافت کے اثرات

تحریک خلافت غلط تھی یا صحیح؟ جس مقصد کو لے کر ہم اٹھے تھے‘ وہ مناسب تھا یا غیر مناسب؟ واقعہ یہ ہے کہ ہر تحریک کے بعض اچھے پہلو ہوتے ہیں‘ بعض خراب۔ تحریک خلافت کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کرنا ہندوستان اور پاکستان کے مورخوں کا کام ہے۔ بایں ہمہ یہ کہنا پڑے گا کہ:

۱۔ [اس تحریک نے] سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد پہلی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک رشتے میں منسلک کر کے انہیں مربوط و منظم کیا‘ ایک مرکز کے تحت کام کرنا سکھایا‘ بمبئی کے ’’خلافت ہاؤس‘‘ سے جو آواز بلند ہوتی تھی‘ اس کی بازگشت پشاور‘ لاہور‘ کلکتہ‘ کراچی‘ مدراس‘ رنگون اور دہلی میں سنی جاتی تھی۔

۲۔ برطانوی حکومت کا دبدبہ دلوں سے محو کر دیا اور سول نافرمانی کر کے جیلوں میں جانا ایک قومی اعزاز قرار پایا۔

۳۔ وہ مغرب زدہ لوگ جو سیویل رو کے سلے ہوئے سوٹ پہننے پر فخر کرتے تھے‘ انہوں نے وہ سوٹ نذر آتش کر کے کھدر کے کپڑے پہن لیے۔

۴۔ جو لوگ ’’شرع سے دشمنی خدا سے گریز‘‘ کا مسلک رکھنے پر فخر کرتے تھے‘ انہوں نے صوم وصلوٰۃ کی اس شدت سے پابندی کی کہ تہجد کی نماز بھی قضا نہ ہونے پاتی تھی۔ صبح وشام کلام پاک کی تلاوت ان کا معمول بن گیا تھا اور بقول اقبالؒ:

سوئے گردوں نالہ شب گیر کا بھیجے سفیر　　رات کے تاروں میں اپنے راز داں پیدا کرے

۵۔ دیوبند اور علی گڑھ کے فارغ التحصیل لوگوں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا اور دونوں درس گاہوں کی باہمی رقابت ختم ہو گئی۔

۶۔ بڑے بڑے متمول لوگوں نے رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ پر لات مار کر برضا و رغبت فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی۔ پٹنہ کے مظہر الحق مرحوم کو میں نے دیکھا ہے جن کا مکان ایک شاہی محل سے کم نہ تھا‘ انہوں نے یہ محل چھوڑ کر صداقت آشرم کی کٹیا میں رہنا منظور کیا۔

غرضیکہ یوں کہنا چاہیے کہ تحریک خلافت نے ہماری قوم کے صرف ظاہر کو نہیں بدلا تھا بلکہ باطن کو بھی بدل کر رکھ دیا تھا اور یہ انقلاب محض سیاسی نہ تھا‘ روحانی بھی تھا جس کی شعاعوں نے ہماری روحوں کو منور کر دیا تھا۔

(چند یادیں‘ چند تاثرات۔ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالویؒ)